سبحانہ تبارک و تعالیٰ

شتانی

هل القتل ببندقة الرصاص عمدا ام شبهه وهل يحل ما صيد بها ام لا

مطبع

مفید الاسلام میں
طبع ہوا

١٣١٣

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ

جب بندوق کی گولی سے بوقوع جرح ایک انسان دوسرے کو قتل کرے یہ قتل عمد ہوگا یا شبہ عمد

اس مسئلہ مین جناب مفتی لطف اللہ صاحب کی رائے حسب ذیل ہے

اس مقدمہ مین گو بیان رویت کا بیان خالی از شبہات نہین مگر شیخ مدار ملزم سے نے عدالت فوجداری ضلع بدیرمین خود اقرار کیا ہے کہ مین سے نے ملا محمد حسین کو بسبب عداوت کے تفنگچہ کی گولی سے مارا ہی اور دوسرے دن وہ مر گیا بعد سماعت فرد قرارداد جرم بھی ملزم سے نے مثل سابق اقرار ارتکاب جرم کیا ۔ پس شیخ مدار مذکور کے ذمہ بسبب اوسکے اقرار کے جرم قتل ملا محمد حسین ثابت ہی

اب کلام اس مین ہے کہ یہ قتل جو تفنگچہ کی گولی سے ہوا از قسم قتل عمد ہے یا شبہ عمد
مقتضائے ظاہر الروایۃ تو یہ ہے کہ یہ قتل از قبیل قتل عمد ہوا اور قاتل سزاوار قصاص
ہے ۔ اور جو قتل آلۂ آہنی سے قصداً ہوتا ہی وہ قتل عمد ہی ہوتا ہے ۔
خواہ وہ آلۂ آہنی جارح ہو یا نہ ہو ۔ ردّ المحتار حاشیہ درالمختار مین لکھا ہے ۔ کہ

ما تعمد قتله بالحديد كالسيف والسكين والرمح وجميع ما كان من الحديد سواء كان يقطع او يضع كالسيف ومطرقة الحداد ولا يشترط الجرح في ظاهر الرواية ۔ اس

روایت کے موافق مقدمۂ ہذا مین شیخ مدار ملزم مرتکب قتل عمد کا ہوا اور لائق قصاص ہے ۔ مگر ابو جعفر طحاوی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہین کہ جو قتل آلۂ آہنی یا اوس کے مثل دوسری شئے سے ہو وہ علی الاطلاق قتل عمد نہین بلکہ اوس مین جرح شرط ہے ۔ بعض فقہانے اس روایت کو اصح کہا ہے اور ہدایہ وغیرہ مین اسی روایت کو ترجیح دی ہے ۔

فی ردّ المحتار و روی الطحاوی عن الامام رح اعتبار الجرح فی الحديد ونحوه قال الصدر الشهيد هو الاصح ۔ ورجح فی الهداية وغيرها ۔ اب یہ امر قابل لحاظ ہے کہ گولی بندوق یا تفنگچہ کی جارح

ہوتی ہے یا نہین - زمانہ غدر ہندوستان سے پہلے علمأ دہلی نے بالاتفاق فتوی اسپر دیا تھا کہ گولی بندوق کی جارح نہین ہوتی بلکہ کاسر ہوتی ہے - پس بہ لحاظ روایت امام طحاوی جسکو صاحب ہدایہ نے ترجیح دی ہے مع ملاحظ فتوای علمأ دہلی گولی کا قتل شبہ عمد مین داخل ہے اور ظاہرا احتیاط بہی امام طحاوی کی روایت مین ہی اس سے پہلی ایک ایسے ہی مقدمہ مین جسمین قتل عمد بندوق کی گولی سے بالقصد ہوا تہا بنظر احتیاط روایت امام طحاوی و فتوای علماء دہلی پر مین نے یہ فتویٰ دیا تہا - کہ یہ قتل از قبیل شبہ عمد ہے اور اس مقدمہ مین بہی میری بہی رائے ہی - روایت امام طحاوی رح کو بنظر احتیاط مین اختیار کرتا ہون کیونکہ فتوای مقدمات خون مین احتیاط ہے پس اس مقدمہ مین بہی یہی فتوی دیتا ہون کہ یہ قتل از قسم شبہ عمد ہے شیخ مدار قاتل پر قصاص نہین آتا بلکہ شرعاً دیت لازم آتی ہے اور حسب قانون عدالت حبس دوام -

شرح دستخط - مولوی مفتی لطف اللہ صاحب مفتی مجلس عالیہ عدالت

۵

جواب جناب مولوی میر افضل حسین صاحب رکن مجلس عالیہ عدالت

افسوس ہے کہ مجھے جناب مفتی صاحب کے فتوی سے اختلاف ہے۔ بموجب مذہب امام ابوحنیفہ رح جب بندوق کی گولی سے بالارادہ قتل انسان بوقوع جرح واقع ہو قتل عمد ہوگا اور قاتل قصاصاً قتل کیا جائے گا۔

واقعات المفتین میں طحاوی سے منقول ہے۔ روی الطحاوی عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالی اذا قتلہ جرحا یجب القود بای آلۃ کانت وان لم یجرح لا یجب القود بای آلۃ کانت اسی روایت کی بنا پر شامی نے یہ نص کی ہے فالقتل ببندقۃ الرصاص عمد لانہا تجرح فیقتص بہ لکن اذا لم تجرح لا یقتص بہ اس کے علاوہ عقود الدریہ میں مرقوم ہے القتل بالرصاص الجارح یوجب القصاص اور اس کے ضمن میں لکھا ہے فالقتل ببندقۃ الرصاص عمد لانہا من جنس الحدید وتجرح فیقتص بہ لکن اذا لم تجرح لا یقتص بہ اسی طرح طحطاوی میں مندرج ہے کہ لا شک فی وجوب القصاص بالقتل بالبندقۃ لانہا من جنس الحدید و علی الاصح یقتص ایضاً لجرحہا۔

جناب مفتی صاحب نے اس نص صریح کے خلاف باوجودیکہ عمداً بندوق کی گولی سے مع الجرح

قتل واقع ہوا ہے اس دلیل سے قصاص ساقط تجویز کیا ہے کہ گولی جارح نہین ہے بلکہ کاسر ہے۔ میرے نزدیک یہ دلیل صحیح نہین ہے۔ کیونکہ روایت مذکورہ کے ملاحظہ سے واضح ہوتا ہے کہ محض جرح شرط ہے کسی آلہ سے ہو۔ اور گولی سے جو زخم واقع ہوتا ہے وہ باتفاق اہل لغت و اہل فقہ جرح ہے۔ اہل لغت معنی جرح کے یہ بیان کرتے ہین کہ

تفریق الاتصال من غیر قیح۔ یعنی تفریق اتصال کی بغیر ریم کے (محیط المحیط) یہ وہ معنی ہین جو مخصوص لحم کے واسطے باعتبار محاورۂ عرب معین ہین اور ما نحن فیہ سے متعلق ہین۔ یہ کام جناب مفتی صاحب کا تہا کہ وہ استدلالاً اس امر کو ثابت فرماتے کہ فقہا نے لفظ جرح کو حقیقی معنی سے منقول کیا ہے۔ لیکن ایسی کوئی دلیل جناب مفتی صاحب نے اپنے فتوی مین ارقام نہین فرمائی ہے۔ چونکہ مین درپے تحقیق ہون لہذا ثابت کرتا ہون کہ فقہا نے لفظ جرح کو باعتبار معنی لغوی مستعمل کیا ہے۔ درالمختار مین تعریف قتل عمد کی اس طرح مرقوم ہے الاول عمد وھو ان یتعمد ضربہ ای ضرب الادمی فی ای موضع من جسدہ بالہ تفرق الاجزا مثل سلاح ومثقل لو من حدید او مرۃ او محدد من خشب او زجاج او حجر یعنی قتل عمد وہ ہے کہ کسی آدمی کو جان کر ایسے آلہ سے مارے جو اوس کے اجزاء بدن مین فارق ہو جیسے ہتیار یا کوئی بہاری چیز خواہ اصالۃً لوہی کی ہو یا بارہ دار لکڑی یا شیشہ یا پتہر ہو اس سے صاف ظاہر ہے کہ بجائے

آلہ جارحہ کے آلہ فارقہ مستعمل کیا ہے - کیونکہ دونون مترادف المعنی ہین - اسیطرح صاحب نقایہ اور صاحب جامع الرموز نے قتل عمد کی تعریف مین اسکا استعمال کیا ہے القتل العمد ضربہ قصداً بما یفرق الاجزاء قتل عمد قصداً ایسی شئے سے ضرب لگانیکو کہتے ہین جس سے تفریق اجزا ہو - دنیا مین کوئی عاقل اس سے انکار نہین کرسکتا ہی کہ گولی کے زخم سے تفریق اجزا ہو جاتی ہے -

صاحب درالمختار کی روایت سے جو مذکور ہوئی بخلاف جناب مفتی صاحب کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب آلہ مثقل سے تفرق اجزاء واقع ہو جب بہی قتل عمد ہی - حالانکہ آلہ جارحہ کا مقابل آلہ مثقل ہے جسمین حدت نہین ہوتی - آیا غیر محدد آلہ سے جو زخم جسم انسان پر واقع ہو وہ بمذاق جناب مفتی صاحب جرح نہونا چاہیئے کیونکہ مثقل محدد نہین ہے اس تقدیر مین صاحب درالمختار کا یہ مقولہ محض بےمعنی و لایعنی ہو جاتا ہے کہ ضرب مثقل سے جب تفرق بین الاجزا ہو اور وہ موجب قتل ہو - تو یہ قتل عمد ہے -

علاوہ اسکے صاحب درالمختار نے اسی مثقل کے ضمن مین لکھا ہے کہ ترازو کے بٹون سے جب زخم واقع ہو اور موجب ہلاکت ہو تو قتل عمد ہوگا - آیا ترازو کے بٹون سے جو زخم ہوتا ہے وہ آلہ کاسرہ کا زخم ہے یا جارحہ کا - اگر فقہا کا وہ مقصود ہوتا جو جناب مفتی صاحب کا مقصود ہے تو وہ بجائی آلہ جارحہ و فارقہ کے آلہ محددہ مستعمل کرتے - نہ کہ جارحہ و فارقہ -

اسی طرح انقروی مین یہ روایت وارد ہے اذا قتل انسانا معصوما بالحجر العظیم او الخشب الکبیر الذی لا یطیق البنیۃ احتماله لا یجب القصاص عند ابی حنیفۃ وھو قول زفر وعندھما والشافعی یجب وھذا اذا لم یجرح وان جرح الحجر العظیم او الخشب الکبیر فان القصاص یجب بالاتفاق

اس روایت سے بخوبی ثابت ہو کہ جب ایسے بڑے پتھر یا اینٹ سے یا لٹھ سے زخم واقع ہو جسکی ضرب کا تحمل مضروب نہین ہے اور اوس ضرب سے مضروب مرجائے تو یہ بالاتفاق قتل عمد ہوگا۔ آیا پتھر کی ضرب سے جو زخم ہوتا ہے اوسکی ماہیت کیا ہے۔ یقیناً یہ پتھر تو بندوق کی گولی سے بڑا ہے۔ اسکی قتل کی ماہیت بمذاق جناب مفتی صاحب دقاً یا کسراً ہونا چاہیئے پھر کیون اس کے اثر ضرب کو جرح کے ساتھ فقہا نے تعبیر کیا۔ اور اوس پر قتل عمد کا حکم مترتب کیا۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ جرح تفرق اتصال ہی کو کہتے ہین اسکے وقوع مین مطلقاً حدت آلہ کو دخل نہین ہے۔ جب زخم ایسے آلہ سے واقع ہوگا جو عادۃً موجب ہلاکت ہو عام اس سے کہ وہ آلہ فارق ہو یا کاسرہ اور اوس سے موت واقع ہو جانے گی قتل عمد ہوگا مع ہذا خزانۃ المفتیین مین منقول ہے وان اصاب لظھر الحدید ان جرح یجب القصاص علی الاصح یعنی پاڑہ دار آلہ کے پشت سے جب زخم واقع ہو وہ بھی علی الاصح

قتل عمد اور موجب قصاص ہے ۔ پشت بازہ دار آلہ کے علی سبیل التقابل غیر محدد ہے
اور غیر محدد آلہ کے اثر ضرب کو جرح اور موجب قتل قرار دیا ہے ۔ اس تقدیر مین آیا محدد
شرط عمد ہو سکتی ہے ۔ اور غیر محدد اور کسر کی وجہ سے قصاص بقول مفتی صاحب ساقط
ہو سکتا ہی میری رائے مین مطلقاً بعد وقوع جرح تحقق قتل عمد مین اس امر کو دخل نہین ہے
کہ وہ زخم آلہ کاسرہ کے ذریعہ سے واقع ہوا یا جارحہ کے کیونکہ جرح دونو کے
اثر ضرب کا نام ہے ۔ وجہ یہ ہے کہ زبان عرب مین گوشت اور پوست کو منکسر ہونا
نہین کہتے ہین ۔ بلکہ قطع وجرح وشق وبضع کہتے ہین ۔ جو چیزین کہ سخت ہون
اونکے لئے لفظ کسر زبان عرب مین مستعمل ہے گوشت اور جلد کے لئے مستعمل نہین ہے

اصل حقیقت یہ ہی کہ قتل عمد کا دار و مدار جیسا کہ خود لفظ عمد سے مستفاد ہوتا ہے
نیت پر ہے اور نیت ایسا امر ذہنی ہے کہ اگر خود صاحب نیت بطور صحیح نہ بیان کرے
تو اوسپر حصول علم بجز عالم الغیب کے غیر کے حد امکان سی خارج ہی اور ہمکو بقائی امن اور
نظم ونسق کے لئے اوسپر اطلاع حاصل کرنا ایک امر ضروری ہی ۔ ضرورت مجبور کرتی ہے
کہ اس امر ذہنی پر ہم اوس فعل سے ہم اطلاع حاصل کرین جس سے یہ نیت متعلق ہی ۔ یا جو اس نیت پر
متفرع ہو ۔ کیونکہ غیر مضطر کا فعل بغیر تصمیم عزم نہین صادر ہوتا ہے ۔ اسی لئے قتل عمد مین
فعل اور نتیجہ فعل معتبر ہے جب فعل عادۃً مہلک پایا گیا اور اوس سے ہلاکت واقع ہوئی

وہ بلاشبہہ قتل عمد ہے بندوق اس وقت تمام اسلحہ قدیم مین ایک اغلب آلۂ قتل ہے
ایمین ہموافق تشہ اذیا فقہ کے یہ وصف بہی موجود ہی کہ زخم واقع ہوتا ہے اور از قبیل حدید
بہی ہے جب اس کی ضرب سے ایک انسان دوسرے انسان کو قتل کرے تو علی الغالب
یہی قیاس قائم ہوگا کہ عمداً قتل کیا۔ تاوقتیکہ اسکے خلاف ثابت نہ ہو۔
قطع نظر ان دلائل کے جب شامی وطحطاوی وصاحب عقود الدریۃ کی نص مع دلیل
موجود ہے۔ اوس کے مقابلہ مین یہ کہنا کہ گولی جارح نہین ہے کاسر ہے بالکل غیر
موجہ ہے کیون کہ اس سے یہ لازم آتا ہی کہ یا مصنفین موصوف ماہیت بندوق کو
نہین جانتے تہے۔ یا اصول وقواعد فقہ سے بے خبر تہے حالانکہ یہ دونوامر قابل تسلیم نہین ہین
اون کے تفقہ پر اون کی تصنیف شاہد عادل موجود ہے۔ زمانہ مصنفین کا خصوصاً
شامی کا بہت قریب ہے اون کے پیشتر صدہا سال سے بندوق ایجاد اور شائع ہو چکی
تہی یہ قیاس نہین ہوسکتا کہ ایسے فقیہ حالت جہل مین اتنے بڑے اہم امر پر فتوی دیدیتے
اگر اونہون نے غلط فتوی بہی دیا۔ تو اونکے فتوی کو مجتہد رد کرسکتا ہی اور وہ کون
ہے اور کہان ہے۔ بقول صاحب درالمختار فہو الکبریت الاحمر۔
انقروی اور طحطاوی نے قتل عمد کے مسئلہ مین یہہ استنباط کیا ہے کل ما ابد الآلۃ قام
مقام القود والافلا جس آلہ سے ذبح درست ہے اوس پر قصاص بہی ہے

فتاوی مندرجہ ذیل سے یہ امر واضح ہوگا کہ بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ۔ دار السلطنہ استنبول کے مفتیین نے یہ فتوی دئے ہین۔ کہ گولی بندوق کے قائم مقام تیر ہی اور اس سے بقصد صید جب بہائم و طیور ماکول اللحم شکار کئے جائین۔ تو وہ حلال اور طیب ہین۔ اور ان علما نے یہ بہی ثابت کر دیا ہے کہ گولا ہو یا سیسہ کی بنج واقع ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله واصحابه اجمعين - وبعد فهذه رسالة سميتها فتوى الخواص في حل ما صيد بالرصاص وقد سئلت عن ماكول اللحم من الطير وغيره اذا سمى الصياد ورماه بالرصاص او ما يسمونه الخردق فوقع ميتا ولم يتأخر الصياد عن طلبه فهل يقوم الجرح مقام ذكوة كالسهم ام لا افيدون ماجورين -

فاجبت الحمد لله وحده نعم يقوم الجرح مقام ذكوته ولا فرق بين ما رمى بالرصاص والخردق وما رمى بالسهم كما افتى بذلك مفتي السلطنة علي افندي والمسئلة في فتاويه من كتاب الصيد وفي الفواكه سئلت عن الصيد اذا قتل ببندقة الرصاص

هل يحل ام لا-

اجبت يحل وان قتله ببندقة الطين لا يحل انتهى-

وفي الكاذرونية مانصه وفي شرح الهداية للعيني ما يفيد حل الصيد ببندقة الرصاص والله تعالى اعلم

ورايته ايضاً في رسالة مستقلة لملا على القاري كما في ونصه

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين وصلى الله على سيدنا محمد وآله واصحابه اجمعين واعلم ان مدار حل الصيد حصول الموت بالجرح باي شيئ حصل الجرح كما ان شرط حل الذبيحة قطع اكثر العروق باي شيئ حصل القطع ولو بنار كما في الحسكفي او بليطة او مروة كما في المتون فعلى هذا فما يقتل بالرصاصة يحل لانه مقتول بالجرح كما لا يخفى على اهل الدراية لان الرصاصة تقتل الفيل وتنفذ من جانب الى جانب ومعلوم ان ذلك انما يحصل بسبب الجرح الحاصل بحدة الرصاصة الحاصلة من مساس النار فان النار من الحديد وبهذه المراد ان من قتل شخصاً بالنار يقتص منه لان النار تفرق البدن وهو

- بقولهم المحدد فاذا كانت مفرقة كانت جارحة لان الجرح اثر التفريق فثبت ان المقتول بالرصاصة مقتول بالجرح غاية ما في الباب ان الحدة في الرصاصة انما حصلت بمجاورة النار لا في نفسها ولا تاثير لذلك بالثقل كما يقول به بعض قاصري الاذهان الا يرى ان الرصاصة لو خرجت من السماء ووقعت على حيوان ما قتلته بثقلها لان المراد بالقتل بالمثقل القتل الحاصل بالدق واذا كانت البنية لا تحمل الثقل والقتل بالرصاصة لا يحصل بالدق بالامر بين وانما اشتبه على بعض القاصرين من اشتراك المحلل في اسم البندقة كما قال الفقهاء ان صيد البندقة لا يحل مرادهم بها الطين المدور الذي يرمى بقوس فيقتل الصيد بثقله حتى قالوا لو كان للبندقة حدة وعلم انه قتل بحدتها يحل وليس مرادهم بها الرصاصة او اعم منها لما علمت ان العاقل لا يقول ان البندقة الرصاصية تقتل بثقلها لا بحدها فمن يدعي ان الصيد مقتول بثقل الرصاصة لا يلتفت اليه لانه انكار للمحسوس وخروج عن دائرة المعقول وانما لم يتكلم الفقهاء على الرصاصة لانها لم تكن في زمانهم وانها هي شيئ محدث بعد انقطاع عصرهم وتدخل تحت قولهم ذكاة الاضطرار جرح في اي موضع وقع باي جارحة كان

والبندقة الرصاصية جارحة بسبب النار كما علمناه والله اعلم -

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله ومن لم يجعل الله له نوراً فما له من نور انتهى كلامه قال في الهداية في فصل الرمي والاصل في هذه المسائل ان الموت اذا كان مضافاً الى الجرح بيقين كان الصيد حلالاً واذا كان مضافاً الى الثقل بيقين كان حراماً وان وقع الشك ولا يدري مات بالجرح او بالثقل كان حراماً احتياطاً انتهى كلامه

اقول وان يكن حكمه مسلماً لكن ينظر في تعليله وقوله ان الرصاص قاتل بثقله فليس كذلك والرصاص انما هو قاتل ومفرق الاجزاء بالقوة القاذفة بواسطة الهواء المنقلب عن النار الحاصلة بواسطة البارود والبارودة والبارود كلاهما آلة لحصول القوة القاذفة وانحصار بواسطة البارودة او المدفع او غير ذلك من الآلات -

ولا يشكل عليك حرارة الرصاص الكائنة واحراقها في وقت ما لما نفذ فيه فان هاتيك الحرارة انما هي من مصادمتها للاجزاء الهوائية بحسب سرعة حركتها وبعد مسافتها لا غير وهذا من الامور البديهية عند اهل ذلك الشان -

والدليل على ذلك انا لو فرضنا وضع حبة من الجمد الذى هو بعيد عن النارية فى بارودة محل الرصاص واثرنا تلك البارودة الى حيوان لنفذت تلك البندقة من الجمد فى ذلك الحيوان او فرقت اجزائه فيقول احد انها فرقت اجزائه بناريتها لا بل انما هو بسبب القوة النافذة كما قلت والمطلوب لاجل حل الصيد انما هو الجرح قصدا عند عدم امكان الذكاة بما يخرق ويفرق الاجزاء ويمكن فيه انهار الدم

واما احترازهم عن صيد البندقة وهى ما عمل من الطين ورمى به بقوس ونفس والحجر والمعراض والعصا وما اشبه ذلك وان جرح لعدم الخرق

قال قاضيخان ولا يحل صيد البندقة والحجر والمعراض والعصا وما اشبه ذلك وان جرح لانه لا يخرق الخ فالمطلوب الخرق وانهار الدم باى شيئ كان وهو المراد بقولهم المحدد اى ما يفرق الاجزاء ويخرق ويريق الدم وهذه الاوصاف فى الرصاصة والخرق على الكمل وجه فلا شبهة ان ما صيد بها ولم يدرك حيا حل اكله بشرطه والله اعلم

یعنی مجیب سے یہ پوچھا گیا ہے کہ جو طائر وغیرہ کہ ماکول اللحم ہیں اوس کو بندوق کی گولی یا چھری سے بسم اللہ کہکر صیاد مارے اور وہ مر گیا ہو کر لے اور صیاد بھی فوراً پہونچ

آیا پتھر کی طرح یہ زخم بھی بمنزلہ ذبح ہوگا یا نہین بینوا توجروا

مین یہ جواب دیتا ہون بحمدہ تعالی کہ ہان یہ زخم بمنزلہ ذبح ہی جو جانور کہ سیسے کی گولی یا چھرے سے مارا گیا ہے اور جو کہ تیر سے مارا گیا ہے دونون مین کچھہ فرق نہین جیسا کہ مفتی السلطنۃ علی افندی نے فتوی دیا ہے اور یہ مسئلہ اون کے فتاوی مین کتاب الصید مین مذکور ہے ۔

اور فوائد مین لکھا ہے کہ مجھسے اوس شکار کے باب مین پوچھا گیا جو کہ سیسے کی گولی سے مارا جائے آیا حلال ہے یا نہین ۔ مین نے جواب دیا کہ حلال ہے ہان اگر مٹی کی گولی سے مارے تو نہین حلال ہوگا ۔ انتہی ۔

اور کازرونیہ مین لکھا ہے کہ جو جانور سیسے کی گولی سے شکار ہو شرح ہدایہ مین عینی کے کلام سے اوسکی حلت پائی جاتی ہے و اللہ اعلم

اور ملا علی ترکمانی کا بہی اس باب مین ایک مستقل رسالہ مین نے دیکھا وہ کہتے ہین ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سمجھنا چاہیئے کہ شکار کی حلت کا مدار زخم کہا کر مرنے پر ہی جس چیز سے چاہے زخم لگے جیسے ذبیحہ کی حلت مین بہت سی رگون کا کٹ جانا شرط ہے

جس چیز سے چاہے کیونکہ آگ ہی سے سہی جیسا کہ حسکفی مین ہے یا بانس کے
چھلکے سے یا تیز پتھر سے جیسا کہ متون مین ہے اس بنا پر جو جانور کہ سیسے سے
مارا جائے حلال ہوگا اسلئے کہ وہ زخم لگا کر مارا گیا ہے جیسا کہ اہل تجربہ کو
معلوم ہے کیونکہ سیسہ ہاتھی کو مار ڈالتا ہے اور اس پہلو سے اوس پہلو تک
نفوذ کر جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ بات اوسی زخم کے سبب سے ہے جو
کہ سیسے کی اوس حدت سے پیدا ہوا ہے جو حدت کہ آگ کے سبب اوسمین
پیدا ہوئی تھی۔ کیونکہ آگ کا محدد ہونا اس قرینے سے ظاہر ہے کہ اگر
کسی شخص کو کوئی آگ سے قتل کرے تو اوس سے قصاص کیا جائیگا اس لئے
کہ آگ بدن کو متفرق کر دیتی ہے اور فقہا کے نزدیک محدد کے یہی معنی ہین۔
اور جب متفرق کر دیتی ہے تو جارح ہی ہوئی۔ کیونکہ جرح اثر تفریق کو کہتے ہین
تو ثابت ہوگیا کہ جو سیسے سی قتل ہوا وہ زخم سے قتل ہوا یہ ماناکہ سیسے مین آگ کے
سبب سے حدت پیدا ہوئی ہے بذاتہ نہین ہے۔ اور اوسکے ثقل کو اسمین کچھ دخل نہین ہے
جیسا بعضے کوتاہ عقل سمجھے ہوئے ہین۔ وہ یہ نہین سمجھتے کہ اگر کسی جانور پر بلندی سے
سیسے کا ٹکڑا گرے تو اوسکے ثقل سے وہ مر نہین جائیگا۔ اسلئے کہ قتل بالمثقل سے وہ
قتل مراد ہے جو کچل ڈالنے سی ہو جب کہ قوی اوسقدر ثقل کی برداشت نہ کرسکتے ہون

اور اسمین کوئی شک نہین کہ سیسے کا قتل کرنا گول ڈالنے کے سبب سے نہین ہے
اور اشتباہ بعضے لوگون کو اسی سبب سے ہوا کہ محدد گولی بھی گولی کے اسم مین اشتراک
رکھتی ہے ۔ مگر فقہا نے جو یہ کہا ہے کہ گولی کا شکار حلال نہین مراد اُن کی اس سے
گول کی ہوئی مٹی ہے جو کمان مین رکھکر پھینکی جائے اور شکار کو اپنے ثقل سے قتل کرے
یہانتک کہ وہ قائل ہین کہ اگر گولی مین حدت ہو اور معلوم ہو جائے کہ اوسنے حدت کے
سبب سے قتل کیا ہے تو حلال ہے اور مراد اون کی اس سے سیسہ وغیرہ نہین ہے اسلئے
کہ عاقل اس کا قائل ہوگا کہ سیسے کی گولی اپنے ثقل کے سبب سے قاتل ہے اور اپنی
حدت کے سبب سے نہین ۔ اب جو کوئی یہ ادعا کرے کہ سیسے کے ثقل کے سبب
شکار قتل ہو جاتا ہے وہ قابل التفات نہین اسلئے کہ اسمین محسوس کا انکار اور دائرہ عقل سے
خروج ہے ۔ اور فقہا نے سیسے کی گولی کے باب مین کچھ نہین کہا ہے اسلئے
کہ یہ اون کے زمانہ مین تھی ہی نہین اور اونکا زمانہ منقطع ہونیکے بعد یہ شئے
پیدا ہوئی اور اون کے اس قول مین داخل ہے کہ ذبح حالت اضطرار مین جرح ہے
جس جگہہ پر چاہے ہو اور جس آلہ جارحہ سے چاہے ہو ۔ اور سیسے کی گولی آگ کے
سبب سے جارح ہے جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہین واللہ اعلم ۔
ہدایہ فصل رمی مین ہے کہ ان مسئلون مین اصل یہ ہے کہ جانور کا مرجانا اگر

یقینی زخم کے سبب سے ہو تو شکار حلال ہے اور اگر یقینی ثقل کے سبب سے ہو تو
حرام ہے اور اگر شک رہ جائے یہ نہ معلوم ہو کہ زخم سے مرا یا ثقل سے تو احتیاطاً حرام ہے انتہی

مین یہ کہتا ہون کہ انکا حکم تو مسلم ہے لیکن علت جو بیان کی ہے اوسمین تامل ہے
کہتا ہونکہ سیسہ آگ ہوجانیکے سبب سے قاتل ہے ایسا نہین ہے سیسے کا قتل کرنا
اور اجزا کو متفرق کرنا اوس زور کے سبب سے ہے جو اوس ہوا سے پیدا ہوجاتا ہے جسکو آگ
ڈھکیل دیا کرتی ہے جو بارود سے نکلی ہے اور بندوق اور بارود یہ دونون زور پیدا کرنیکے آلہ ہین
اور اوس زور کا جمع ہوجانا بندوق و توپ وغیرہ کے ذریعہ سے ہے
سیسے کے چلنے سے اور نفوذ کرتے وقت اوسکے جلادینے سے شبہہ مین نہ پڑنا چاہیے
اسلئے کہ یہ حرارت محض ہوا کی رگڑ سے پیدا ہوجاتی ہے باعتبار سرعت حرکت و بعد مسافت
کے اور اہل فہم کے نزدیک یہ بات بدیہی ہے —

دلیل اسپر یہ ہے کہ فرض کیجئے سیسے کے بدلے بندوق مین ٹھیکرے کی ایک کنکری
رکھدین جسمین آگ ہوجانیکی قابلیت بہت کم ہے اور کسی جانور کو اوس بندوق سے مارین
تو بیشک وہ کنکری اوس جانور کے بدن مین گھس جائیگی اور اوسکے اجزا کو متفرق کردیگی
کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس کنکری نے آگ ہوجانیکے سبب سے اجزا کو متفرق کیا ہے —
ایسا نہین ہے — بلکہ زور کے سبب سے جیسا ہم بیان کر آئے اور جہان ذبح ممکن نہ ہو وہان

شکار کے حلال ہوجانیکے لئی بالقصد جرح مطلوب ہی کسی ایسے آلہ سی جو پہاڑ ڈالے
اور اجزا کو متفرق کردے اور اوس مین خون کا بہنا ممکن ہو ۔

اور فقہا کو غلہ کے شکار سے جو کہ مٹی کا بنا ہوا ہو اور غلیل مین رکھکر یا بہونک
مار کر پہینکا گیا ہو اور مثل اسکے پتہر اور لاٹہی اور تیر بے پیکان سے گو وہ زخمی
بہی کرین احتراز جو ہی تو متفرق نہ ہونیکے سبب سے ہی ۔

قاضیخان نے کہا ہے کہ گولی اور تیر اور بے پیکان اور لاٹہی اسیطرح کی اور چیزین
اگر زخمی بہی کرین جب بہی انکا شکار نہین حلال ہے اس لئی کہ پہاڑتی نہین ۔
غرضکہ مقصود پہاڑنا اور لہو بہانا ہی جس چیز سے چاہی ہو اور محدد سے فقہا کی بہی
مراد ہی یعنی جو کہ اجزا کو متفرق کرے اور پہاڑے اور لہو بہاے اور یہ وصف
سیسے اور چہری مین اچہی طرح موجود ہے ۔

تو اب کوئی شبہہ نرہا کہ جو جانوران دونون سے شکار کیا جائے
اور زندہ نہ ملسکے اوس کا کہانا بشروط حلال ہے واللہ اعلم بالصواب

باجازت

عالیجناب تقدس مآب افقہ العلماء سرکار مولوی میر افضل حسین صاحب دامت برکاتہ
سید علی حیدر نے شائع کیا